ریاض ندیم نیازی کی اردو شاعری کا موضوعاتی مطالعہ

A Thematic Study of Riyaz Nadim Niazi's Urdu Poetry

فاطمہ سحر [i]　ڈاکٹر عذرا پروین [ii]

Abstract:

Riyaz Nadim Niazi has made remarkable contributions to Urdu literature, even though he comes from a place like Sibi, which is far from major literary centers. He has excelled in different types of poetry, including praise, ghazals, and haikus, gaining recognition in many literary gatherings. His poetry reflects deep observations of society, highlighting the struggles of the poor and helpless. For example, he describes children selling their school bags to satisfy their hunger, leaving a strong impression on the reader. Niazi addresses various issues like terrorism, the conflict between truth and lies, oppression, humanity, love, and beliefs, reflecting both Balochi and non-Balochi societies. His poetry resists political and militant injustices and is rich in social themes, deep emotions, and intellectual depth. The research paper is written on the themes of Riaz Nadeem Niazi's poetry.

Keywords: *Riyaz Nadim Niazi, Modern Poetry, Social Impact, Pakistani literature.*

ریاض ندیم نیازی نے اردو ادب میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں ، حالانکہ وہ بڑے ادبی مراکز سے دور بسی سے متعلق ہیں۔ انھوں نے حمد ، غزل اور ہائیکو سمیت شاعری کی مختلف اقسام میں کمال حاصل کیا اور کئی ادبی محفلوں میں پہچان حاصل کی۔ ان کی شاعری معاشرے کے گہرے مشاہدات کی عکاسی کرتی اور غریبوں اور لاچاروں کی جدوجہد کو اجاگر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ، وہ بچوں کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے اپنے اسکول کے بیگ بیچتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ نیازی نے دہشت گردی ، سچ اور جھوٹ کے درمیان تصادم ، جبر ، انسانیت ، محبت اور عقائد جیسے مختلف مسائل کو موضوع بنایا ہے ، جو بلوچی اور غیر بلوچی دونوں معاشروں کی عکاسی کرتی ہے۔ ان کی شاعری سیاسی اور عسکری ناانصافیوں کے خلاف مزاحمت کرتی ہے اور سماجی موضوعات ، گہرے جذبات اور فکری گہرائی سے مالا مال ہے۔ یہ مقالہ ان کی شاعری کے فکری پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ: ریاض ندیم نیازی ، جدید شاعری ، سماجی اثرات ، پاکستانی ادب۔

ریاض ندیم نیازی نے بلوچستان کے علاقے سبی میں جدو جہد خامہ گیری کے اس شعری سلسلے کا آغاز کیا۔ ان کے ذوق سلیم اور ریاض پیہم کی بدولت لوح و قلم میں پختگی آتی گی۔ انھوں نے گردو پیش معاشرے میں جو کچھ دیکھا اور دل کے نہاں خانوں سے ہونے والی آمد شعر کو پِتّہ ماری کے ذریعے سے کوہ کندن بنا دیا۔ ان کے اشعار شگفتگی، شادابی اور زبان و بیان کو بہتر انداز میں پیش کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ شائقین کے لیے ان کی شعری صلاحیتیں اکسیر ہیں۔

ریاض ندیم نیازی عصر حاضر کے نمائندہ شاعر ہیں۔ جنھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے انسان کو درپیش خارجی اور داخلی مسائل کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ انھوں نے نا صرف شعرائے متقدمین کی پیروی کی بلکہ اپنا الگ طرز تحریر متعارف کیا اور انتہائی سہل انداز میں شعری لوازمات کی پابندی کی۔ ان کے بیشتر اشعار

[i] اسکالر ایم فل ، شعبہ اردو ، دی ویمن یونی ورسٹی ، ملتان۔
[ii] ایسوسی ایٹ پروفیسر ، شعبہ اردو ، دی ویمن یونی ورسٹی ، ملتان (Corresponding Author)

مادی دنیا میں بسنے والے عام انسان کے جذبات کی تطہیر کرتے ہیں۔ وہ محض ایک تماش بین کی طرح معاشرے کے حالات پر غور نہیں کرتے بلکہ وہ اس کے خلاف عَلَم بغاوت بلند کرتے ہیں۔ بحثیت جدید غزل گو ریاض ندیم نیازی نے ہفت خواں طے کیا ہے:

مختلف ادوار میں جب کسی دانش ور، مفکر، ادیب، شاعر یا فن کار نے روایت کی تقلید سے انحراف کیا تو اسے "جدیدیہ" کہہ کر مطعون کیا گیا۔[۱]

جدید غزل میں نئے خیالات و موضوعات کے ساتھ ساتھ معاشرتی حقائق کی چھان بین بھی کی جاتی ہے مختلف شعراء نے اپنے مشاہدات کی بدولت شاعری میں تجربات کیے اور غزل کو نئے سانچے میں ڈھالا۔ ان معروف شعراء کے نام درج ذیل ہیں:

ہندوستانی شعراء:

فراق گورکھ پوری، جگر مراد آبادی، جاں نثار اختر، مجاز، جذبی، مجروح، خلیل الرحمٰن اعظمی، شہریار، مظہر امام، کیفی اعظمی، بشیر بدر، وسیم بریلوی، نشور واحدی، حسن نعیم، سردار جعفری، روش صدیقی، ساحر وغیرہ۔

پاکستانی شعراء:

فیض احمد فیض، ابن انشاء، ناصر کاظمی، احمد مشتاق، حمایت علی شاعر، ظفر اقبال، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، شکیب جلالی، منیر نیازی، کشور ناہید، ادا جعفری، پروین شاکر، مجید امجد، ناصر شہزاد وغیرہ۔[۲]

ریاض ندیم نیازی نے اپنی تخلیقی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے اردو شاعری کو ایک نئی سمت عطا کی۔ انھوں نے سماج کے مسائل، طاقتور اشرافیہ اور ابتر سیاسی صورتحال کا شاخسانہ طنزیہ انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا۔ ایسے موضوعات جن کو اکثر و بیشتر حساس سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے ان کی پیچیدگیوں کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ ریاض ندیم نیازی نے ایسے عیار اور جھوٹی شان و شوکت کے حامل افراد کی تصاویر اپنی شاعری میں پیش کی ہیں جو طمع کار اور منافقت سے بھرپور انتشار انگیز امراء ہیں:

سبھی نے بیچا ہے یاں غیرت و حمیت کو
یہاں کوئی بھی مگر شرم سار تھوڑی ہے[۳]

تمہیں اپنا بنانا ہے، آئنوں کے شہر میں، خوابوں سے بھری آنکھیں یہ مجموعے ریاض ندیم نیازی کی

رومانوی شاعری پر مبنی ہیں۔ جن میں ظلم و ستم، خوف، قبائلی نظام کے مسائل، تشدد نا انصافی، اپنوں کو کھو دینے کا ڈر، یاد ماضی، محبت، تنہائی، رجائیت، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ان کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ انھوں نے عسکریت پسندوں اور تخریب کاروں کے خلاف قلم طرازی کرکے جارحانہ مظالم سے قاری کو روشناس کروایا ہے:

دیا گیا تھا جسے منصب محافظ جاں
اُسی سے جان کا کھڑکا گلی گلی میں تھا[۴]

ریاض ندیم نیازی ایک ایسے معاشرے کا حصہ ہیں جہاں انکے پاس بے حد پیار کرنے والے رشتے بیٹی، ماں، بیوی کی صورت میں موجود ہیں۔ وہ ان رشتوں سے اُنسیت اور لگاؤ کا اظہار اپنی شاعری میں کرتے ہیں لیکن زندگی کی پیچیدگیوں نے انھیں اس قدر الجھا دیا ہے کہ محبت کرنے کے لیے بھی ان کے پاس وقت نہیں ہوتا:

معاشی مسئلوں ہی سے مجھے فرصت نہیں ملتی
بہت مدت ہوئی دیکھی نہیں ہے یار کی صورت[۵]

نامساعد سماجی صورتحال ہونے کے باوجود بھی ریاض ندیم نیازی امید اور لگن کے ساتھ منزل کی طرف گامزن ہیں۔ وہ اپنے اشعار سے عزم و ہمت کے دیے جلاتے ہیں اور مایوسی اور ناامیدی کے اندھیروں کو دور کرنے کی سعی کرتے ہیں:

پرانے راستے پامال کر ڈالے ہیں دنیا نے
ہمیں راہ عمل کے اب نئے رستے بنانے ہیں[۶]

ریاض ندیم نیازی ناآسودگی کے حالات میں لوگوں کے منافقانہ رویوں کے احوال بیان کرتے ہیں جہاں اشرافیہ ایک دوسرے کے دست و گریباں ہے وہاں قریبی رشتے بھی داؤپر ہوتے ہیں کہ کس طرح دوسروں کو نقصان پہنچا کر اپنی انا کو راحت بخشی جائے۔ ریاض ندیم نیازی بھی انھیں منافقانہ چہروں سے نقاب اٹھاتے ہیں جو دورخے ہوتے ہیں موقع دیکھتے پیٹھ پر خنجر گھونپ دیتے ہیں:

یہ وہ دور منافق ہے کہ جس سے بھی ملا اُس نے
لباس خیر تو پہنا مگر اندر سے شر نکلا[۷]

قربِ الٰہی اور عشق رسول پانے کی طلب ہر مسلمان کے دل کی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن آج ترقی

کے اس دور میں غفلت، بے راہ روی نئی نسل میں عام ہوتی جا رہی ہے۔ جس انساں نے مسلمان سے مومن تک کا سفر تہ کرنا تھا وہ بھی اسی کشمکش کا شکار ہے کہ کس طرح دین کو عملی صورت میں نافذ کیا جائے ایسے میں نوجوانوں کے سینوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی شمعیں روشن کرنے سے ہی طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ، رسول کے ساتھ ساتھ پنجتن پاک سے محبت کرنے کا درس بھی ان کی شاعری کی بساط ہے:

جن کی ہوتی ہے خدا اور نبیؐ سے نسبت
وہ کسی اور سے منسوب نہیں ہوتے ہیں[۸]

خواب انسان زندگی بھر دیکھتا ہے۔ یہ خواب بہت کم حقیقت کا روپ دھارتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی انسان خواب دیکھنا نہیں چھوڑتا۔ حقیقی زندگی ان خوابوں سے زیادہ تلخ ہوتی ہے۔ عام انسان فقط اپنی بھوک مٹانے کے خواب دیکھتا ہے۔ اسی لاچاری اور بے حسی پر ریاض ندیم نیازی دل گرفتہ ہوتے ہیں:

دیکھ کے آنکھیں پتھرائیں
آنسو بن کر بہتے خواب[۹]

ریاض ندیم نیازی نے نہ صرف فکری عوامل کو مد نظر رکھا بلکہ فنی لوازمات کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میناکاری کی ہے۔ ان کے اشعار وسعت مضمون، سادگی، سوز و گداز، ایجاز و اختصار، روانی، ترنم، صنعتوں کے استعمال، اور صنائع بدائع کی بدولت آفاقیت کے حامل ہیں:

> ریاض ندیم نیازی ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کے استعارات و تشبیہات میں شعریت اور فصاحت و بلاغت نے رنگ و آہنگ کے میلے سجا رکھے ہیں۔[۱۰]

کسی بھی مذہب کا ماننے والا شخص یہ بات جانتا ہے کہ خدا ہی ہے جو چیزوں کو تخلیق کرتا ہے۔ انسان تو فقط ان چیزوں کو ترتیب دیتا ہے جو اس کرہ ارض پر پہلے سے موجود ہیں۔ اس کائنات میں موجود بے انتہا نعمتوں پر غور و فکر کرنے کے بعد ہر ذی شعور انسان اپنے رب کی تعریف ضرور کرتا ہے خواہ وہ زبان سے بول کر حمد بیان کرے یا پھر لکھ کر صفحہ قرطاس پر اتارے۔ صاحب عقل سلیم اگر مسلمان ہو تو وہ مظاہر فطرت اور قدرت خداوندی کو دیکھ کر بے ساختہ ''سبحان اللہ'' بول اٹھتا ہے۔ اللہ پاک کی تخلیق کردہ ہر چیز بے عیب اور خوبصورت ہے۔ جس طرح اس کی بنائی ہوئی تخلیقات لامحدود ہیں اسی طرح اُس کی تعریف بھی بے کراں ہے:

کہہ دو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی
باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کی مدد کے لیے ہم ایسا ہی اور
سمندر لائیں۔"

اردو شاعری میں حمد نگاری خاص مقام و مرتبے کی حامل ہے۔ اسی صنف کے ذریعے کائنات کے مخفی حقائق کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔ متعدد شعراء خدا کے حضور حمدیہ گلدستے پیش کر کے اللہ سبحان و تعالیٰ کے اوصاف حمیدہ کے مُعَتبر سجاتے ہیں:

اردو شاعری کے آغاز سے ہی حمد کا سلسلہ جاری ہے۔ دکنی شاعروں نے اس صنف کو بہت فروغ دیا اور حمد کو شاعری کی کلید سمجھا۔ بعد کے شعرا نے بھی اس فریضے کو اپنا شیوہ بنایا۔ اردو کا شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہو جس نے حمد نہ لکھی ہو۔ ولیؔ، سراجؔ، میرؔ، سوداؔ، دردؔ، غالبؔ، مومن، ذوقؔ، داغؔ، اقبالؔ، شادؔ، حسرتؔ جیسے شعراء نے اور اس دور کے دیگر شعراء نے حمد کہی ہے۔[12]

بارگاہ رب قدر میں حمد و ثنا کا نذرانہ پیش کر کے ریاض ندیم نیازی عبودیت کا اظہار کرتے ہیں۔ رب کی محبت ایک آتش فشاں کی مانند ان کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ابھرتی ہے جب وہ خود کو دوسری مخلوقات سے افضل دیکھتے ہیں اور جب وہ مظاہر قدرت کو دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو ان کا ذات باری تعالیٰ پر یقین مزید مستحکم ہو جاتا ہے۔

ریاض ندیم نیازی اپنے مجموعے کن فیکون میں خدائے ذوالجلال کی محبت سے لبریز ہو کر عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے مشیت الٰہی کے سرچشموں کے نباض کی حیثیت سے ذات مبارکہ کی مدحت نگاری کرتے ہوئے اور رطب اللسان ہونے کے ناتے دونوں جہانوں کی تخلیق، قدرت الٰہی، رزق کی تقسیم جیسے موضوعات پر خامہ برداری کی ہے:

کن فیکون ان کا اولین مجموعہ حمد ہے۔ ۸۱ حمدوں اور ۷ مناجاتوں سے مزین مسودہ میرے سامنے ہے، آغاز میں چند مناجاتیں ہیں، وہ اپنی دعاؤں میں اللہ رب العزت سے اس کی محبت و چاہت کے لعل و گہر، پاکیزہ خیالات کے خواست گار ہیں۔ وہ اپنی دعا میں راہ مستقیم پر چلتے ہوئے مدینے کا سفر کرنے کی خواہش کا اظہار بھی خوب صورت پیرائے میں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔[13]

ریاض ندیم نیازی خدائے رحیم کی نوازشوں اور عنایتوں کے ممنون دکھائی دیتے ہیں اور رضائے

الٰہی کو پانے کے لیے وہ ذرے سے خورشید تک تمام تر جود و سخا کا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ واحدنیت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی رضا کو پانے کے لیے ہر لحہ تگ و دو کرتے دکھائی دیتے ہیں :

اُس کی نگاہِ لطف و کرم سے نکھار ہے
یہ میری زندگی کا چمن پُر بہار ہے[۱۴]

احکام خداوندی کی پاسداری کے ساتھ ساتھ رحمتہ اللعالمین کی محبت کا دم بھرنا ریاض ندیم نیازی کی حمدیہ شاعری کا اہم موضوع ہے۔ اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے انھوں نے نہایت احتیاط سے کام لیا ہے کیوں کہ معرفت رسول پانے کے خواہش مند اپنی زبانوں کو گنگ کر لیتے ہیں اگر کچھ بولیں بھی تو نہایت محتاط طرز سخن اپناتے ہیں۔ آپ نور ہدایت ہیں۔ انھوں نے اللہ کا پیغام آنے والے تمام انسانوں تک پہنچایا اور آنے والے لوگوں کے لیے حجت تمام کر دی۔ ان کی کرم گستری آفاقی اور ہمہ گیر ہے :

بندے ہیں ہم خُدا کے ہم اُمت رسول کی
قسمت پہ ہم کو اپنی بڑا افتخار ہے[۱۵]

کن فیکون فنی و فکری لوازمات سے ممیّز ہے۔ اس مجموعے کی فنی بنت کاری، علم بیان، علم بدیع اور لفظی بازی گری ان کی شاعری کو مستحکم کرتی ہے۔

ہائیکو جاپانی شاعری میں نمایاں صنف سخن ہے۔ اس میں عروضی ارکان کی تعداد ۱۷ کو مد نظر رکھتے ہوئے مظاہر فطرت کو قارئین کے سامنے لایا جاتا ہے۔ جاپان میں اس صنف کی مقبولیت کے بعد اردو شاعری پر بھی ہائیکو کے اثرات غیر متعین ہیں البتہ ماہیے کی نسبت ہائیکو پنجابی عوام کے دلوں کے تار نہ چھو سکی لیکن اس کے باوجود بھی ہائیکو کی اہمیت مُسلّم ہے۔ پروفیسر انور جمال ہائیکو کی تعریف کچھ اس انداز میں کرتے ہیں :

> ہائیکو جاپانی صنف شاعری ہے۔ ہائیکو اردو اصناف نظم میں شاید اس وقت تک سب سے آخری وارد ہے۔ ہائیکو، تین مصرعوں کی ایک نظم ہوتی ہے جس میں سترہ مقطعات ہوتے ہیں اور اس کا آہنگ ۵-۷-۵ (پانچ سات پانچ) ہوتا ہے۔ اختصار ہائیکو کی بنیادی خصوصیت ہے۔ مناظر فطرت میں انسانی رشتوں اور جذبوں کی دریافت ہائیکو کا موضوعی حسن ہے۔[۱۶]

ریاض ندیم نیازی نے ہائیکو کے مجموعے جب سے بچھڑے ہیں میں رب کی حمد بیان کرکے اور

سرور دو عالم سے متعلق نعتیہ ہائیکو لکھ کر سبک رفتاری سے اپنی انفرادی صلاحیتوں کی جلوہ گری دکھائی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مختلف شخصیات کی تصویریں کینوس پر اتارے ہیں۔آخر میں عام ہائیکو لکھ کر انسان کی زندگی میں ہونے والی نت نئی تبدیلیوں اور استحصالی پر آہ وبکا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔اس کے علاوہ ہنگامہ خیزی سے کام لیتے ہوئے دھماکوں، دہشت گردی جیسی انسانی تباہ کاریوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ان کا مقصد زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ہم کنار کرکے نوح انسان کے لیے تفکر وتدبر کے دروازے کھولنا ہے۔

ریاض ندیم نیازی نے فنی لوازمات سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔اسلوب کی سادگی وروانی، علم بیان، صنائع بدائع کا خیال، الفاظ کا چناو، شعری تاثیر، بالیدگی نے ان کے ذوق شعر کو متانت عطا کی ہے:

> ریاض ندیم نیازی نے ہائیکو کی مقدای ہیئت کو قافیے کے التزام کے ساتھ استعمال کیا ہے اور اسی آہنگ کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ مشاق شاعر ہونے کے رشتے سے انھیں اظہار وابلاغ پر دست رس حاصل ہے۔ان کے ہائیکو مضامین غیر مبہم اور واضح ہیں۔ موضوع قاری تک بہت سہولت کے ساتھ پہنچ جاتا ہے۔[۱۷]

نظم ایک ہمہ گیر صنف شعر ہے اس میں مختلف انواع کے موضوعات کی شیرازہ بندی کی جاتی ہے۔ایک عنوان کے تحت خیال کا پہ در پہ بیان کرنا ہی نظم کی خصوصیت ہے:

> دراصل قدیم شعراء اور نقادوں کے ہاں نظم کا کوئی تصور نہ تھا۔انھوں نے پورے شعری سرمائے کو ہیئت کے لحاظ سے غزل، قصیدہ، مثنوی، قطعہ اور رباعی وغیرہ کے نام سے تقسیم کر رکھا تھا۔ نظم کا تصور سب سے پہلے حالی کے ہاں ملتا ہے۔انھوں نے غزل کے روایتی موضوعات سے ہٹ کر نیچرل نظموں پر زور دیا۔ سر سید کی اصلاحی تحریک اور مغربی خیالات کی اشاعت اور انگریزی شعر وادب کے نمونوں نے مل کر اردو میں نظم کے لیے راہ ہموار کر دی تھی۔ نظم کے آغاز وترویج میں انجمن پنجاب کے مشاعروں کو بڑا دخل ہے۔[۱۸]

وفا کے موتی ریاض ندیم نیازی کے فنکارانہ شعور کی اختراع ہے جس میں انھوں شخصی انسلاک، نسوانی دست گیری، متنوع اشخاص کی شہنائی کے موقع پر سہرے کا بیان، ارضیت میں سرمست ہو کر بیخ کنی کرنے والے عناصر کے خلاف انسداد، پاکیزہ اور بے لوث محبت کرنے والے مقدم نسوانی رشتے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی جیسے موضوعات کا تذکرہ ریاض ندیم نیازی کے اس شعری مجموعے کی زینت ہیں۔اس کے ساتھ

ساتھ متنوع نظمیں جن میں ہجرت، تنہائی، آزادی خواب جیسے ہیجانات کی عکاسی کی ہے:

ریاض ندیم نیازی کی نظمیں خالص نظمیں ہیں۔ وہ نظم نگاری کے عام اور خاص تقاضوں سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اس کی منظومات میں عنوان ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ پوری نظم ایک بند مکان کی طرح محسوس ہوتی ہے اور اس کا قفل عنوان کی کلید سے کھلتا ہے۔ نظم کا متن عنوان سے پوری طرح مربوط ہوتا ہے اور زینہ بہ زینہ موضوع کی گرہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ ہر مصرع گزشتہ مصرعے کے تاثر کو گہرا کرتا ہے۔ یوں ندیم نیازی کا شعور فن نظم کو وحدت تاثر کا شاہ کار بنا دیتا ہے۔ یہ تازہ مجموعہ وفا کے موتی اہل ذوق بہ صد شوق حاصل کریں گے اور نگاہ محبت سے مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیں گے۔[۱۹]

کسی بھی شخصیت کے بارے میں کچھ ایسا لکھنا جو اس کی شخصیت کی مکمل عکاسی کرے یقیناً مشکل امر ہے۔ شاعری میں کسی کَہ و مہِ کا امیج بنانا خاصا مشاہدہ طلب کام ہے۔ ریاض ندیم نیازی نے بھی شخصی نظمیں لکھ کر نہایت باریک بینی سے بنیادی محرکات تشکیل دیے ہیں۔ انکا کمال فن یہ ہے کہ وہ قاری کے سامنے اُس شخصیت کی جھلک جامع انداز میں پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

امجد اسلام امجد کے لیے:

بہت سے اُن کے ڈرامے کمال لگتے ہیں
وہ جو بھی لکھتے ہیں بے حد کمال لکھتے ہیں[۲۰]

سر سید کے لیے:

قوم کو اُس نے سنوارا زیور تعلیم سے
آشنا اُس نے کیا تہذیب کی تفہیم سے[۲۱]

ریاض ندیم نیازی خطے میں امن قائم کرنے والے مجاہدوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ قومی نغمے تحریر کر کے حفاظت پر مامون نوجوانوں کے حوصلے بلند کرتے ہیں۔ وہ ایک آزاد ریاست کے خواہاں ہیں پھر چاہیے وہ پاکستان ہو، فلسطین ہو یا کشمیر:۔

عہد ظلمت، نہ تباہی، نہ اندھیرا ہو گا
نہ کوئی عصمت مُسلم کا لٹیرا ہو گا[۲۲]

عورت معاشرے کا بنیادی جزو ہے جس کے بغیر عالم کائنات کی تمام رعنائی و دلکشی ماند پڑ جاتی ہے۔

دنیا میں اسے مختلف طرح کے کردار نبھائے پڑتے ہیں اسی کی جہت سے اس کی حیثیت متعین کی جاتی ہے۔ ریاض ندیم نیازی کی شاعری میں بھی وفا شعار، باحیا، حسین و جمیل مشرقی دوشیزہ ابھرتی ہے۔ وہ کبھی ماں کے روپ میں اولاد کی ہمدرد ہوتی ہے، تو کبھی بیوی کے روپ میں خاوند کی ساتھی، کبھی بہن اور بیٹی کی صورت میں مشرقی رنگ میں گندھی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ غرض یہ جس بھی بھیس میں ہو اپنے رشتوں پر جان نچھاور کرنے والی ہوتی ہے ملاحظہ کریں:

ماں کو ربّ نے رحمت کی تصویر بنا کر بھیجا ہے
اندھیاروں میں چاہت کی تنویر بنا کر بھیجا ہے[۲۳]

ریاض ندیم نیازی نے اپنے فن کو شاندار بنانے کے لیے حتی المقدور تگ و دو کی ہے۔ انھوں نے مکلّف انداز شاعری اور بے جا لفاظی سے اپنے اشعار کو مبرا کر کے نشتریت کی آمیزش کی۔ خوبصورت تشبیہات، استعارات، تراکیب، ردیف، قافیہ، نغمگی و ترنم، امیجری، سادگی و پرکاری، جذبات کا مکمل اظہار ان کی فنکارانہ دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہے:

> ریاض نیازی کی نظموں میں موجود الفاظ و تراکیب، جذبات و احساسات تجربات و حوادث اور آہنگ و نغمگی دراصل اسی حسن، اسی سچائی کے عکس بند ہیں جسے عام لوگ تو خیر دیکھ ہی نہیں سکتے مگر بعض اوقات خواص بھی اُس کے جلووں سے فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ ریاض کی نظمیں ہمیں عالم حسن کی سیر کراتی ہیں، جہانِ صدق سے آشنا کرتی ہیں اور ہم ان نظموں کے مطالعے سے ایک خاص نظر اور خاص بصیرت حاصل کر لیتے ہیں۔[۲۴]

المختصر یہ کہ ریاض ندیم نیازی نے نہایت جاں فشانی سے شاعری کی دنیا میں اپنا مقام و مرتبہ پیدا کیا۔ ان کی تخلیقی کاوشیں آنے والے ادوار میں تحقیقاتی خدمات سرانجام دینے والوں اور شاعری سے شغف رکھنے والوں کے لیے گُہرِ نور ثابت ہوں گی:۔

بات کردار کی جب آئے گی
دے گی پھر میرے حوالے دُنیا
چاہتا ہوں کہ کہیں کھو جاؤں
اس سے پہلے مجھے پا لے دُنیا[۲۵]

یوں ریاض ندیم نیازی کے موضوعات ان کی متنوع فکر کے غماز بنتے ہیں۔

حوالہ جات

ا۔ ضیا فاطمہ، جدید اردو غزل (الہ آباد: مالویہ نگر آباد، 1995ء)، ۱۳۔
۲۔ ڈاکٹر راحت بدر، جدید اردو غزل ۱۹۷۱ سے ۲۰۱۰ تک (نئی دہلی: ایم آر پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء)، ۸۴-۸۵۔
۳۔ ریاض ندیم نیازی، تمہیں اپنا بنانا ہے (لاہور: ماوراء پبلشرز، ۲۰۱۱ء)، ۹۸۔
۴۔ ریاض ندیم نیازی، آئنوں کی شہر میں (لاہور: ماوراء پبلشرز، ۲۰۲۳ء)، ۷۵۔
۵۔ ریاض ندیم نیازی، خوابوں سے بھری آنکھیں (لاہور: ماوراء پبلشرز، ۲۰۲۲ء)، ۱۷۵۔
۶۔ ریاض ندیم نیازی، آئنوں کے شہر میں، ۹۰۔
۷۔ ایضاً، ۲۹۔
۸۔ ریاض ندیم نیازی، خوابوں سے بھری آنکھیں، ۱۷۴۔
۹۔ ایضاً، ۴۴۔
۱۰۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران، "حقیقت کی طرف سفر" مشمولہ: خوابوں سے بھری آنکھیں، ۲۱۔
۱۱۔ القرآن، سورۃ الکھف، آیت ۱۰۹۔
۱۲۔ خواجہ محمد اکرام الدین، اردو کی شعری اصناف (دہلی: براؤن بک پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)، ۷-۸۔
۱۳۔ طاہر حسین طاہر سلطانی، "حمد و مناجات اور ریاض ندیم نیازی" مشمولہ، کن فیکون، ۱۸۔
۱۴۔ ریاض ندیم نیازی، کن فیکون (لاہور: ماوراء پبلشرز، ۲۰۲۰ء)، ۱۲۶۔
۱۵۔ ایضاً۔
۱۶۔ پروفیسر انور جمال، ادبی اصطلاحات (اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، ۲۰۱۹ء)، ۱۷۹۔
۱۷۔ ڈاکٹر محمد امین، "ہائیکو کا ایک نیا دریچہ" مشمولہ: جب سے بچھڑے ہیں (لاہور: ماوراء پبلشرز، ۲۰۲۱ء)، ۱۳۔
۱۸۔ رفیع الدین ہاشمی، اصنافِ ادب (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ۹۶۔
۱۹۔ افتخار عارف، "بیک فلیپ" مشمولہ: وفا کے موتی، ریاض ندیم نیازی (لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۲۴ء)۔
۲۰۔ ریاض ندیم نیازی، وفا کے موتی (لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۲۴ء)، ۴۵۔
۲۱۔ ایضاً، ۱۲۵۔
۲۲۔ ایضاً، ۲۶۸۔
۲۳۔ ایضاً، ۲۵۳۔
۲۴۔ احمد ندیم قاسمی، "بیک فلیپ" مشمولہ: وفا کے موتی، ریاض ندیم نیازی (لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۲۴ء)۔
۲۵۔ ریاض ندیم نیازی، تمہیں اپنا بنانا ہے، ۱۰۴۔